کا زمانہ کہا گیا ہے اور جس میں فکر فردا کے گرد و غبار کا کہیں آس پاس بھی گذر نہیں ہوتا۔

آخر میں اس حقیقت کا قدرے استعجاب کے ساتھ اظہار کر دینا بھی شاید کچھ زیادہ نامناسب نہیں ہوگا کہ "قحط سالی" اور ہنگامہ خیزی کے اس دور میں ہمارے نہایت سنجیدہ پروفیسر نے عشق و محبت کے اس تاریخی سبق کو جو اچھے وقت میں بھی گھر کے گھر خالی کر دینے کا عادی ہے کیوں کر دہرانا پسند کیا شاعری بذاتہ گو اچھی بری نہیں ہوتی لیکن شاعری کی اخلاقیت Moral ہمہ قسم کی حدود سے آزاد نہیں ہو سکتی۔

یہ گلدستۂ عشق و محبت جناب نیاز فتح پوری کے مفید مقدمہ اور جناب جوش ملیح آبادی کے دیباچہ کے ساتھ نگار بک ایجنسی سے شائع ہوا ہے۔ ع۔س

رہنمائے انسانیت یعنی دین فطرت

از جناب صفوۃ الحق صاحب صابر مدیر الحق تقطیع کلاں کتابت و طباعت بہتر ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ع۱ پتہ :۔ ادارہ الحق ڈیوڑھی شہریار جنگ محلہ سلطان شاہی ڈاکخانہ شاہ علی بنڈہ حیدرآباد دکن۔

مختلف اسباب و وجوہ سے مسلمانوں میں آج کل عقیدہ و عمل کی بہت سی گمراہیاں پیدا ہو گئی ہیں جن کے باعث ان کا شیرازۂ ملی پراگندہ ہو کر رہ گیا ہے مثلاً کچھ لوگ ہیں جو وحدت ادیان کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ مروجہ مذاہب عالم میں سے کوئی شخص کسی بھی مذہب کی پیروی کرے اس کی نجات ہو جائے گی کسی حلقہ میں دین اور سیاست ان دونوں کو الگ الگ دو حقیقتیں تسلیم کیا جاتا ہے کہیں تصوف کے رموز عارفانہ کو اصل اسلام مانا جاتا ہے اور کہیں سرے سے مذہب کو ہی غیر ضروری چیز قرار دے دیا گیا ہے یا اور اس قسم کے بہت سے افکار و عقائد ہیں جن کی اس کتاب میں تردید کر کے اسلام کی اصل تعلیمات کی نشاندہی کی گئی ہے اس سلسلہ میں عبادات اور اسلامی اخلاق و فضائل کی تشریح و توضیح اور ان کے رموز و حکم پر بھی گفتگو ہوئی ہے اس اعتبار سے لائق مصنف کا مقصد بے شبہ نیک اور قابل داد ہے اور خود کتاب بھی بہت سی ایمان پرور معلومات پر مشتمل ہے لیکن مصنف کا عام طرز تحریر استدلالی و برہانی ہونے کے

بجائے محض خطابی اور جدلیاتی ہے اس بنا پر اس سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو پہلے سے مصنف کے ہم خیال ہوں علاوہ بریں کتاب افراط و تفریط سے بھی پاک نہیں ہے متعدد مقامات پر مصنف کا قلم اعتدال کے راستے سے ہٹ گیا ہے مثلاً کفر، شرک اور نفاق کے جو وسیع معانی انھوں نے بیان کئے ہیں ان کے پیش نظر غور کرنا ہوگا کہ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں میں سے اصل مسلمان کتنے سو یا کتنے ہزار ہیں۔ پھر بعض جگہ بعض حقائق کی تعبیر بھی غلط یا بالکل یک طرفہ ہے مثلاً ص۳۵ پر سیاست کی یہ تعریف کرنا کہ "ہم رب و مولا کے عبد مملوک و محکوم بن کر اس کے نافرمان بندوں پر حکومت کریں" یا ص۲۱ پر لفظ سیاست کی یہ "نئی لغوی تحقیق کہ" خود آزاد رہ کر دوسروں کو اپنا محکوم و غلام بنانا" نہ صرف یہ کہ غلط اور بے بنیاد ہے بلکہ اسلام کی اسپرٹ کے بالکل خلاف ہے ان الحکم الا للہ کے مطابق حاکمیت صرف اللہ کے لئے ہے۔ اسی طرح مصنف نے متعدد مقامات پر اسلام کی حقانیت پر زور دیتے ہوئے دوسرے مذاہب و ادیان کو بالکل باطل اور غلط کہا ہے۔ مصنف کا یہ دعویٰ بھی نہ مطلقاً صحیح ہے اور نہ قرآن کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اگر سب مذاہب بالکل غلط ہیں تو آخر وہ کیا چیز ہے جس کی طرف قرآن غیر مسلموں کو تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم کہہ کر دعوت دے رہا ہے مصنف نے زور قلم میں بعض ایسے اہم مسائل کو بھی چھیڑ دیا ہے جو بظاہر ان کی بساط سے باہر ہیں مثلاً ص۱۵ پر عالم آخرت کے جسمانی و روحانی ہونے کی بحث ایسی نہیں جو محض تحدی آمیز چند جملوں سے طے ہو جائے سلف میں بڑے بڑے علماء روحانی ہونے کے قائل ہیں۔ ص۲۲ سے لے کر ص۳۵ تک مصنف نے دو کالم بنائے ہیں جن میں سے پہلے کالم میں نمبر وار باطل افکار اور دوسرے کالم میں ان کے مقابلہ میں الٰہی قرآنی تعلیمات بیان کی گئی ہیں اس حصہ میں بھی بعض چیزیں مثلاً نمبر ۴-۶-۸-۹- ایسی ہیں جن پر مفصل اور جامع گفتگو کی ضرورت تھی۔ چند سطروں سے ان مسائل کا حق ادا نہیں ہوتا اور گفتگو بالکل یک طرفہ ہو گئی ہے۔ ان چند خامیوں اور فروگذاشتوں سے قطع نظر کتاب بحیثیت مجموعی مطالعہ کے لائق اور مفید ہے۔